مسلمان حکومتوں کی موجودہ زبوں حالی

(ایک امریکن سیاح کے قلم سے)

از

(مولانا محمد ظفیر الدین صاحب پورنوی مفتاحی دار العلوم معینیہ سانچو)

ابھی چند دن ہوئے کہ نگار رسالہ سلشنہ مولوی محمد یحییٰ صاحب ندوی کے ذریعہ ملا، یہ سالنامہ ایک امریکن سیاح کی ڈائری ہے، سیاح موصوف نے مشرق وسطیٰ کی ۱۹۵۶ء میں سیاحت کی ہے اور مسلمان حکومتوں کی اقتصادی زبوں حالی کا نقشہ پیش کیا ہے، اور بتایا ہے کہ ان ممالک میں مزارعین کی حالت کس قدر ناگفتہ بہ ہے، اور صنعت و حرفت کے اعتبار سے یہ اسلامی ممالک کتنے پیچھے ہیں، اور پھر اس نے ان حکومتوں کو مشورہ دیا ہے کہ اگر ابھی سے اس نے کسانوں اور مزدوروں کے حالات پر توجہ نہ دی اور ان کے مطالبات کو پورا نہ کیا تو ایک خونی انقلاب کا ہونا ضروری ہے۔

میں نے مناسب سمجھا کہ اس کے بعض ضروری اقتباسات ناظرین برہان کی خدمت میں پیش کر دیئے جائیں تاکہ یہ بھی جان لیں کہ ہم کتنے پیچھے ہیں اور ہم کو کیا کرنا چاہئے اور زمانہ کے مقتضیات سے چشم پوشی موت کے مرادف ہے۔ (ظفیر صدیقی)

امریکن سیاح مارس ھنڈس اپنی کتاب "ایک مستقبل کی تلاش میں"[1] جو اس کا سفرنامہ ہے اس کے "پیش لفظ" میں ایشیا کے افلاس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ آنجہانی وِلکی نے ایک دفعہ دوران ملاقات میں مجھ سے ایشیائی ملکوں کی پستی کے متعلق کہا

"ان کروڑوں کسانوں کے پاس اگر صرف اتنی زمین ہوتی کہ وہ سال میں ایک جوڑا کپڑوں کا ۔ ایک جوڑا جوتا مع دو بنیان،

---

[1] اصل کتاب انگریزی میں ہے، اس کا ترجمہ اور تلخیص ہے "ایک مستقبل کی تلاش میں" یہ ترجمہ جناب لطیف الدین احمد کیا ہوا ہے، ترجمہ بہت شگفتہ اور سلیس ہے ۱۲

دو قمیص اور دو موزے ہی خرید سکتے تو خیال کرو کہ ہم ان کے ساتھ کتنی بڑی تجارت کر سکتے تھے:

عرب کا افلاس | عرب کے افلاس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے وہ لکھتا ہے

"میں ایک اسرائیلی گاؤں دیکھنے گیا تھا اور جب میں اس کے سرسبز کھیتوں میں گھوم رہا تھا، میں نے دیکھا کہ سیاہ چادریں اوڑھے عرب عورتوں اور پھٹے پرانے کپڑے پہنے عرب بچوں کے ہجوم نے ایک یہودی کی گاڑی پر ہلہ بول دیا ہے میں نے اسے فرقہ داری بلوہ سمجھ کر گاؤں کے سکریٹری سے سوال کیا تو اس نے جواب میں کہا، کہ بلوہ نہیں ہے، بلکہ جب کوڑے کی گاڑی آتی ہے تو یہ لوگ اس میں سے کچھ کار آمد چیزیں ڈھونڈھنے کے لئے دوڑ پڑتے ہیں اور گوبر وغیرہ چن لے جاتے ہیں"

طہران اور اس کا افلاس | سیاح موصوف نے اپنا سفر ایران سے شروع کیا ہے، وہ لکھتا ہے کہ طہران، ایران کا ایک بڑا اور خوش وضع شہر ہے اس کی آبادی ساڑھے سات لاکھ ہے۔ مگر یہاں ہوائی جہازوں کی آمد و رفت بہت کم ہے کیونکہ مسافروں کا آنا جانا اتنا کم ہے کہ ہوائی کمپنیاں اپنے اڈوں کے مصارف نہیں نکال سکتیں —— طہران کی زبوں حالی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے لکھتا ہے

"اس شہر کے حال و مزاج کا اندازہ یہاں کے فقیروں اور کتوں سے ملتا ہے، افریقہ و ایشیا کے سارے فقیروں میں طہران کا فقیر بڑا مسکین و خوش مزاج فقیر ہے۔ یہاں ہر موڑ پر، ہر گلی کوچے میں میلے کچیلے، لنگڑے، لولے نظر آتے ہیں، کوئی بیساکھیوں پر چل رہا ہے تو کوئی سکڑا ہوا پڑا ہے، کوئی بے ٹانگوں کے گھسٹ رہا ہے، تو کوئی درخت یا دیوار کا سہارا لئے کھڑا ہے، ان کا ٹھکانا راستے اور فٹ پاتھ ہیں، جہاں بیٹھے ہیں وہیں سو جاتے ہیں، اور سوتے وقت اپنی ٹوپی الٹی کر کے رکھ دیتے ہیں تاکہ گذرنے والے خیرات کی یاد نہ بھولیں:"

پھر طہران شہر کی سڑکوں اور بازاروں کا ذکر ہے، اور نئی ترقی جو شروع ہوئی ہے اس کا بیان ہے چنانچہ اس کو ختم کرتے ہوئے لکھتا ہے

"کہ طہران کا چہرہ جوان اور جسم بوڑھا ہے اور یہ کارنامہ ہے رضا شاہ پہلوی کا"

رضا شاہ کے کارنامے | اس کے بعد سیاح موصوف نے رضا شاہ پہلوی کے کارناموں کو بتایا ہے، جن کے متعلق وہ لکھتا ہے

"ایرانیوں نے صدیوں سے زندگی میں اتنا تیز انقلاب نہیں دیکھا تھا کہ سروں کی پگڑیاں، دم بھر میں ہیٹ کی صورت اختیار کرلیں اور لمبی عبائیں کوٹ پتلون بن جائیں، ایرانیوں کے خواب میں بھی نہیں آسکتا تھا کہ نقاب پوش خاتونیں دیکھتے دیکھتے نقاب ترک کر کے میم بن جائیں گی"

۱۹۳۵ء میں ایرانی عورتیں ریسٹوران اور سنیما گھروں میں داخل ہوئیں اور پھر ۱۹۳۶ء میں طہران گرل ہائی اسکول کی لڑکیوں نے ورزش کی نمائش کی، جس میں رضا شاہ خود اپنی ملکہ اور شہزادیوں کے ساتھ مغربی لباس میں تشریف لائے، آگے چل کر سیاح مذکور لکھتا ہے

طہرانی انسان | اوسطاً ایرانی چھریرے بدن کا مستقل مزاج انسان ہوتا ہے، موٹا آدمی یہاں بہت کم دیکھنے میں آتا ہے اور جب نظر آجاتا ہے تو انگلیاں بھی اٹھ جاتی ہیں ایک یونیورسٹی کے پروفیسر نے باتوں باتوں میں کہا کہ "ہمارے سب موٹے آدمی پارلیمنٹ میں ہیں" اس کا مطلب یہ تھا کہ الیکشن میں زیادہ تر تاجر اور زمیندار ہی چنے جاتے ہیں جن کو عمر بھر کوئی کام نہیں کرنا پڑتا، اور عیش و آرام آدمی کو موٹا بنا ہی دیتا ہے"

سیاح موصوف کہتا ہے کہ میں نے ایک طہرانی ادیب سے سوال کیا، کیا آپ کے ملک میں لوگ خودکشی بھی کرتے ہیں؟ اس نے جواب دیا۔

"ہاں، مگر بہت کم، کیونکہ ہماری قوم بڑے بڑے دشوار حالات سے گذر چکی ہے، اور نیز صحرا نے ہماری زندگی کو صعب دشوار بنا دیا ہے اس لئے کوئی مصیبت ہمیں مایوس نہیں کرتی، ہم ہر حالت میں جئے جاتے ہیں"

جفاکشی | اس کے بعد وہ لکھتا ہے کہ طہران میں لوگ رات دن کام میں مشغول رہتے ہیں قاہرہ میں دیکھا لوگ کھانے پکانے میں منہمک ہیں مگر یہاں اس کے بالکل الٹا معاملہ ہے، چنانچہ وہ کہتا ہے

"لیکن جب میں طہران کے گلی کوچوں میں گھوما تو وہ سوال الٹا ہو گیا یعنی ایرانی راحت و آرام کس وقت کرتا ہے؟ گرمی کے موسم میں طہران کی تمام دکانیں زیادہ دیر تک بند رہتی ہیں اس وقفے کے علاوہ میں نے ایرانیوں کو ہر وقت مصروف اور کام کرتے دیکھا، شاید کام کرتے رہنا ایرانی خون میں داخل ہے، ہر ایرانی جو طبقۂ اشراف میں شمار نہیں ہوتا، ہر وقت مصروف نظر آنے لگا"

ایرانی اشراف کی غلط ذہنیت | ایرانی اشراف تاجر، زمیندار اور تعلیم یافتہ طبقہ کی غلط ذہنیت کی نشان دہی کرتے

ہوئے لکھتا ہے

"اشراف ایرانی بے شک اپنے ہاتھ سے کام کرنے کو ذلیل سمجھتے ہیں، تاجر و زمیندار کی طرح اہل فن (مثلاً انجینئر) بھی اس بیماری میں مبتلا نظر آتے ہیں، اور اپنے ہاتھ سے کوئی کام نہیں کرتے، ہر کام کے لئے نوکر کی ضرورت پڑتی ہے ایرانی سرمایہ داروں میں آپ کو کوئی "ایسا آدمی نہ ملے گا، جو امریکی سرمایہ دار کی طرح ضرورت کے وقت آستینیں چڑھا کر کام میں لگ جائے، جنگ کے زمانہ میں جب ایران میں امریکی فوجوں کے افسر راستے میں خود اپنی موٹر درست کرنے لگتے تو اس منظر سے ایرانی شرفا کو حیرت ہوتی تھی"

سیاح نے ان حالات پر اپنے تاسف کا اظہار کیا ہے اور لکھا ہے کہ تعلیمات کے پیش نظر ان کا یہ غلط رویہ حیرت انگیز ہے، کوئی شبہ نہیں کہ ان کی یہ روش اس دور میں بے حد حیرت انگیز ہے جب کہ دنیا کا نعرہ ہے کہ "جو کمائے گا سو کھائے گا" اور اسلامی نقطۂ نظر سے جتنا غلط ہے اس کی تو کوئی مثال نہیں،

<u>ایرانیوں کا عیب</u> ایرانی پارلیمنٹ کے ایک ممبر علی دشتی کا یہ قول جو سیاح نے نقل کیا ہے سننے کے لائق ہے

"ہمیں خودستائی کا مرتکب نہ ہونا چاہئے، اگر کسریٰ نے کسی عہد میں ساری دنیا فتح کر لی تھی، تو کیا، آج تو حالت یہ ہے کہ جتنے غدار و خائن ایران میں ملیں گے، کسی دوسری قوم میں نہیں ملیں گے، اور جس طرح ایران میں ایسے لوگ قانون کی زد سے محفوظ ہیں، ویسے کسی دوسرے ملک میں نہیں ہوں گے"

ایرانیوں کے جھوٹ بولنے کے متعلق بھی سیاح نے وہاں کے تعلیم یافتہ کے اقوال نقل کئے ہیں چنانچہ وہ لکھتا ہے کہ طہران پہنچنے کے چند ہی دن بعد مری ایک انگریزی تعلیم پائے ہوئے سے ملاقات ہوئی، اس نے مجھ سے کہا

"ایرانیوں کے متعلق پہلے تمہیں یہ معلوم ہونا چاہئے کہ وہ بہت جھوٹے ہیں"

ایک جگہ اور اس نے لکھا ہے کہ

"ایران کی سیاست میں ریشہ دوانیوں اور دروغ بافیوں نے ایران کے سنجیدہ لوگوں کو اس قدر بے زار کر دیا ہے کہ مجلس کے ایک ممبر نے دوران گفتگو میں مجھ سے کہا کہ "مراکتۃ البتہ مجھ سے جھوٹ نہیں بولتا"

۳

ایران میں سماجی خرابیاں | ایران کی سماجی زندگی میں سیکڑوں خرابیاں ہیں، چنانچہ سیاح موصوف کہتا ہے کہ وہاں زمینداروں کا تسلط ہے اور وہ کبر و نخوت کے پتلے ہیں، کوئی سیاح ان کے یہاں جاتا ہے تو وہ یہ کہہ کر خوش ہوتے ہیں کہ آپ "مرے گاؤں میں تشریف لائے" ان کے پاس کافی گاؤں ہوتے ہیں، اور وہ اس پر فخر کرتے ہیں، اس نے ایک زمیندار کا واقعہ لکھا ہے کہ اس سے جب میں نے پوچھا آپ کے پاس کتنے گاؤں ہیں تو اس نے بتایا کہ وہ بائیس گاؤں کا مالک ہے، سیاح کہتا ہے کہ "ایران میں اسی فیصدی زمین زمینداروں کی ملکیت ہے، اس لئے ان کے اندر ملکیت کا شعور جڑ پکڑ گیا ہے، یوں تو کسانوں پر کوئی پابندی نہیں، اس کو اختیار ہے جہاں چاہے جا سکتا ہے اور اونچے سے اونچے مرتبے تک پہنچ بھی سکتا ہے، مگر ایران کا دیہاتی اپنی تمام نارسائیوں کے باوجود اپنی جگہ نہیں چھوڑتا اور الیکشن میں زمیندار کی مرضی کے مطابق پارلیمنٹ کا ممبر منتخب کرتا ہے۔

ایران میں اول اور تیسرے درجہ کے لوگ ہیں درمیانی درجہ کا پتہ نہیں، یعنی کچھ لوگ تو ضرورت سے زیادہ مالدار ہیں اور بڑی تعداد نان شبینہ کو محتاج۔ چنانچہ سیاح لکھتا ہے۔

"ایران میں اگرچہ ہندوستان کی طرح نیچے اونچے نہیں ہیں، لیکن اول درجے اور تیسرے درجہ کے لوگ ایرانی سماج میں بھی ہیں، دوسرے درجہ والے اول تو وہاں ہیں نہیں، اور اگر چند نفوس ہیں، تو وہ آسانی سے اول یا تیسرے درجہ میں رکھے جا سکتے ہیں اس لئے کہا جا سکتا ہے کہ ایرانی سماج میں درمیانی کڑی غائب ہے۔"

دارالسلطنت کا حال | طہران کے متعلق لکھتا ہے گو بڑا شہر ہے، مگر کارخانے اور قابلِ ذکر فیکٹریاں نہیں ہیں، ہاتھوں اور سادہ اوزاروں سے البتہ چیزیں بنائی جاتی ہیں اور عمدہ اور نفیس بنائی جاتی ہیں، اور خود ہی بناتے ہیں اور خود ہی اسے بازار میں فروخت کرنے کے لئے لاتے ہیں

تعلیم کے متعلق اس کا بیان ہے کہ

"ایران میں جبریہ و لازمی تعلیم کا قانون جاری ہے، لیکن یہ عام تعلیم آج کی حقیقت نہیں کل کی آرزو ہے، وزیر تعلیم ڈاکٹر صادق کے قول کے مطابق ۱۹۳۶ء میں ساڑھے تین لاکھ سے کم بچے اسکولوں میں جاتے تھے اور اب بارہ لاکھ سے کم نہیں جاتے۔"

اخبار اور پریس کے متعلق اس کا بیان ہے

"ایران کی راجدھانی میں سب سے زیادہ چھپنے والا اخبار "اطلاعات" ہے لیکن اس کی اشاعت بھی تیس ہزار سے زیادہ نہیں چار ہزار کی اشاعت والا اخبار بھی کامیاب سمجھا جاتا ہے۔"

وہاں کے ادبی ذوق کے متعلق لکھتا ہے کہ ایران غیر ملکی مطبوعات کا بھوکا ہے لیکن اسے افسانوی ادب سے کوئی لگاؤ نہیں، پچھتر سال ہوئے کہ ناصر الدین شاہ قاچار نے یورپ کا سفر کیا تھا اس وقت سے یورپ خاص کر فرانس کے مستند ادیبوں کی دو ہزار کتابوں کا فارسی میں ترجمہ ہو چکا ہے، نیا ایرانی نئے زمانہ کو سمجھنا چاہتا ہے کیوں کہ وہ جانتا ہے کہ اس کو اس زمانہ اور اس کے لوازمات سے مفر نہیں، گو وہ اس سے بچنا اور اسے بدلنا بھی چاہتا ہے۔

شیراز کی خصوصیات | شیراز کو اس سیاح نے "عقل و دانش کا مسکن" کہا ہے اور وہ لکھتا ہے کہ شیراز کا نام اہل ملک بڑی عزت سے لیتے ہیں، عیب جوئی دوسرے شہروں کی تو کر سکتے ہیں، مگر اس شہر شیراز کی نہیں، حافظ و سعدی جو ملک کے محبوب و مقبول شاعر تھے، یہ بزرگ شیراز ہی میں مدفون ہیں اور ان کے مزار صدیاں گذر جانے کے بعد بھی زیارت گاہ کی حیثیت رکھتے ہیں، خاص کر جمعہ کے دن یہاں مزار پر کافی ہجوم رہتا ہے، اور چائے بنتی ہے اور لوگ غزلیں گاتے اور سنتے ہیں، شیراز میں تقریباً سب شاعری کا ذوق رکھتے ہیں۔

شیراز کی آبادی ایک لاکھ ہے، افلاس ایران میں یوں تو عام ہے مگر شیراز میں افلاس اور بھی زیادہ ہے بااین ہمہ یہ ایک زندہ دل شہر ہے اور ادبی اور کلچری مستقر ہے، سیاح نے اس کی خوبصورتی اور دل آویزی کی کافی تعریف کی ہے۔

شیراز کی عورتیں | شیراز کی عورتوں کے متعلق لکھا ہے کہ بہت خوبصورت اور حسین ہوتی ہیں تعلیم سے محروم ہیں مگر نقاب ڈالنے کو عیب سمجھتی ہیں ہر قسم کی روشن خیالی سے محرومی کے باوجود برقعہ اوڑھنے پر راضی نہیں، یہاں کی عورتیں بلا تکلف اور کسی جھجک کے بغیر دوکانداری کے فرائض انجام دیتی ہیں یہاں کی عورتیں بکثرت سگریٹ بھی پیتی ہیں، بیشتر عورتیں بنی ہیں اور بڑی بے جھجک ہیں لوگوں کو بڑی دلیری

سے مخاطب کرتی ہیں، بالکل ویسی ہی جیسے یورپ کے بڑے شہروں میں،

صوبہ فارس کی حالت | پورے صوبہ فارس کی آبادی بیس لاکھ ہے، اور ملک کا یہ علاقہ بڑا زرخیز اور ہرا بھرا ہے زمین ہمہ قسم کی صلاحیت رکھتی ہے مگر آبپاشی کا انتظام نہیں، رکنا باد کو خشک ہوتے دیکھ کر کنواں کھودنے کی طرف توجہ دی جارہی ہے، ایک یورپی انجنیر نے ایک کنواں کھودا تو فی گھنٹہ بیس ہزار گیلن پانی دینے لگا، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہاں کی زمین کے نیچے پانی کا بڑا ذخیرہ ہے،

بھکاریوں کا چھتہ | سیاح لکھتا ہے

"شیراز کو بھکاریوں کا چھتہ کہنا مبالغہ نہیں، ایران کے دوسرے شہروں میں اپاہج اور ناکارہ لوگ بھیک مانگتے نظر آتے ہیں، مگر شیراز میں کنبے کے کنبے یہی پیشہ کرتے ہیں، بوڑھے، جوان، مرد اور بچے ٹولیاں بناکر مانگتے ہیں"

مزدوروں کی تعداد اور بیکاری | شیراز میں مزدوروں کی تعداد پچاس ہزار سے کم نہیں، جس میں سے فیکٹریوں میں جو کام کرتے ہیں ان کی تعداد صرف دو ہزار ہے، سرکاری محکموں میں تین ہزار آدمی مصروف ہیں، مگر ان میں نصف تعداد فالتو ہے، پینتیس ہزار ایسے ہیں جو گھر میں رہ کر کچھ نہ کچھ کرتے ہیں اور اتنا حاصل کر پاتے ہیں جو ان کی چلتی سانس کو باقی رکھ سکے، یعنی بھر پیٹ کھانا، ضرورت کے مطابق کپڑا اور دوسری ضروریات کے لئے یہ ترستے ہیں باقی دس ہزار کے متعلق سرکاری رپورٹ ہے کہ بالکل بے کار اور بے روزگار ہیں

جہالت | گو شیراز ذوقِ شاعری میں سب سے آگے ہے مگر بایں ہمہ یہاں کی نوے فیصدی آبادی بے پڑھی لکھی ہے صرف دس فیصدی تعلیم یافتہ ہیں، اس شہر میں اخبار آٹھ نکلتے ہیں لیکن ان کی مجموعی اشاعت تیس ہزار سے زیادہ نہیں، ان میں سے ایک اخبار بھی روزانہ نہیں ہے اس پوری آبادی میں صرف دو ہائی اسکول ہیں، کالج اور یونیورسٹی ایک بھی نہیں ہے،

مذہبی حالات کا اس ایک واقعہ سے اندازہ لگائیے، جو وہاں کے ایک نوجوان مجسٹریٹ کا بیان ہے

"آپ جانتے ہیں کہ میں ایک اچھا مسلمان ہوں، مگر مسجد میں کبھی نہیں جاتا اس لئے کہ مجھے ملا سے سخت نفرت ہے، . . . . میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں، کہ میں ترکِ وطن کا ارادہ کر رہا ہوں، کیونکہ وطن کے اندر حالات سخت حوصلہ فرسا اور مایوس کن ہیں"

جو لوگ باہر جا چکے ہیں وہ بھی اور دوسرے بھی چاہتے ہیں کوئی عوامی تحریک اٹھے جس میں غیر ملکیوں کا ہاتھ نہ ہو

قبیلہ کاشغئی | صوبہ فارس میں ایک پہاڑی علاقہ قبیلہ کاشغئی کا مسکن ہے، اس کے متعلق امریکن سیاح رقمطراز ہے۔

"یہ علاقہ سورج کی گرمی سے جھلسا ہوا بیابان ہے، اور جہاں تہاں خیموں اور چھولداریوں کی بستیاں آباد، بھیڑوں کے گلے ہیں اور یہی ان لوگوں کا ذریعہ معاش ہے، اونچے پہاڑوں کے بیچ میں وسیع وادی کا یہ علاقہ، قبیلے کے بانی نے غالباً جنگی مصلحتوں کی بنا پر منتخب کیا ہوگا، اس علاقہ پر اچانک حملہ ہو جانا ناممکن ہے"

پھر آگے لکھتا ہے

کاشغئی لوگوں کی تعداد دو لاکھ کے قریب ہے، جفاکش، دلیر، شہ سوار اور بلا کے نشانہ باز ہیں ان کا رہنا سہنا خیموں کے اندر ہے قالینوں کا استعمال انتہائی آرام و راحت کی دلیل ہے، قدامت سے محبت ہے اور جدید روشنی اور ان کی برکات سے نفرت"

کاشغئی لوگ شکار و سیر کے دلدادہ ہیں، ان کے اکثر افراد گھوڑے پر سوار اور کندھے پر بندوق دھرے دکھائی دیں گے، ہر گھر میں ایک بندوق اور ایک گھوڑے کا ہونا ضروری سمجھا جاتا ہے،

مذہبیت اور دلیری | کاشغئی قبیلے کی عورتیں بھی بہادر اور دلیر ہیں، یہ بھی شہ سواری کرتی ہیں، ان میں پردہ نہیں ہے بالکل آزاد ہیں، مردوں اور عورتوں میں بڑی حد تک مساوات ہے مگر یہ باہر کہیں نہیں جاتیں، گھر کے کاموں میں مصروف رہتی ہیں۔

اس قبیلہ کے مرد عورت سب کٹر مسلمان ہیں، ایمان و عقیدہ میں بہت پختہ ہیں، ایمان اور اسلام کے نام پر جان قربان کر سکتے ہیں، ایک خاص بات یہ ہے کہ ان کی گردنوں میں قرآن حمائل نظر آتا ہے اور ان کا عقیدہ ہے کہ اس سے بلائیں پاس نہیں آتی ہیں، یہ شراب بالکل نہیں پیتے،

عموماً یہ لوگ ایک ہی بیوی رکھتے ہیں، ایک سے زیادہ بیوی رکھنے کے واقعات شاذ ہیں طلاق کی نوبت تقریباً کبھی نہیں آتی، یہ ان کے یہاں بڑا عیب ہے، اسی وجہ سے یہ اپنی لڑکیاں غیر کاشغئی سے

نہیں بیاہتے، کہ شاید وہ طلاق دے دے، سولہ سال سے پہلے ہی لڑکی کی شادی کردی جاتی ہے البتہ مرد جلدی شادی نہیں کرتے، ان کے یہاں جب شادی ہوتی ہے تو بندوقیں داغی جاتی ہیں،

صحت اور مسئلہ تعلیم | اس قبیلہ کی صحت قابلِ رشک ہے، یہ ملیریا، چیچک، ٹائیفائڈ اور دوسری وبائی بیماریوں سے محفوظ ہیں، یہاں کبھی خودکشی کے واردات نہیں ہوتے، ہاں اس علاقہ میں اسپتال، اسکول، ریڈیو اور سینما وغیرہ نہیں ہیں، جو لوگ خوش حال ہیں وہ معلم رکھ کر اپنے بچوں کو تعلیم دلاتے ہیں، شاعری کا شوق یہ لوگ بھی رکھتے ہیں، گو علم میں بہت پیچھے ہیں،

ایران کی ایک کروڑ ساٹھ لاکھ آبادی میں اندازہ ہے کہ قبائل کی تعداد تیس چالیس لاکھ کے درمیان ہے

سردار قبیلہ کی رائے | سیاح مذکور کا بیان ہے کہ میں نے علاقہ سے واپس آکر اس قبیلے کے سردار سے پوچھا کہ اپنے مستقبل کے متعلق کیا خیال ہے؟ تو اس نے جواب دیا،

"آپ ہمارے علاقے میں گھوم کر آئے ہیں آپ نے دیکھا ہوگا کہ باقی تمام ایرانیوں کے مقابلہ میں ہم لوگ بہتر زندگی گذار رہے ہیں، ہم آزاد ہیں ہم نے اپنی عورتوں کو دبا کر نہیں رکھا ہے، ہماری صحت سارے ایرانیوں سے بہتر ہے، ہمیں نہ زمیندار کا ڈر ہے نہ جندرمہ (پولیس) کا خوف،

جب ہمارا ملک ایران ترقی کی اس منزل پر پہنچے گا کہ تمام کاشتکاروں کے پاس فولادی ہل ہوں، دیہات میں بجلی پہنچ جائے، ڈاکٹر دستیاب ہونے لگیں، اسپتال کافی بن جائیں، لوگوں کے رہنے کو کافی مکان ہیں، پینے کو صاف اور عمدہ پانی ملے، اور پولیس کے جبر و تشدد کا خاتمہ ہو، اس وقت کاشغئی خانہ بدوشی ترک کرنے پر سوچ سکے گا۔

سیاح کہتا ہے میں نے توجہ دلائی کہ

"آپ مانیں گے کہ کاشغئی لوگ اس سے بہت زیادہ کر سکتے ہیں، جتنا وہ کر رہے ہیں، اور ان کی بڑی قوت ضائع ہو رہی ہے، انہوں نے مویشیوں کے چرانے کے لئے لاکھوں ایکڑ اراضی کو چراگاہ بنا رکھا ہے جہاں غلہ بھی اور ترکاریاں پیدا ہو سکتی ہیں، اسی طرح اس پر بھی غور کیجئے کہ صحیح علاج دستیاب نہ ہونے سے کتنے مویشی ضائع ہو جاتے ہیں"

اس نے جواب میں کہا مجبوری کی وجہ سے بے شک ایسی بات ہے مگر ہمارے علاقہ میں کوئی بھکاری تو نہیں ہے،

علاقہ بحر قزوین | بحر قزوین کے علاقہ میں سیاح پہنچا تو سب سے پہلے یہ ایرانی اخلاق سے متاثر ہوا، چنانچہ وہ سب سے پہلے ایک یورپی مصنف کا قول نقل کرتا ہے جو کافی مدت ایران میں قیام کر چکا ہے مصنف لکھتا ہے

"ایرانیوں کو خلق و تواضع کی تعلیم درکار نہیں، یہ وہ ماں کے پیٹ سے ساتھ لاتے ہیں"

اس قول کو نقل کر کے سیاح کہتا ہے کہ اس قول کی تصدیق جہاں بھی میں ایران میں گیا ہوئی، بحر قزوین کا یہ علاقہ گیلان کہلاتا ہے، یہاں کے مکانات بہت خوبصورت ہیں، رہن سہن پاکیزہ ہے یہ علاقہ زرخیز اور شاداب ہے مگر ملیریا کا گھر ہے، یہاں گھروں میں چٹائیوں اور قالینوں سے کام لیا جاتا ہے ان کے علاوہ یہاں گھروں میں اور کوئی فرنیچر نہیں،

حالات | سیاح کہتا ہے کہ یہاں کی عورتوں کے اخلاق اور سلیقہ مندی سے میں بے حد متاثر ہوا، یہاں کی عورتیں بہت پاکیزہ رہتی ہیں، پردہ یہاں بھی نہیں ہے مگر ہیں یہ مسلم عورتیں، کاشتکاری کا سارا بوجھ غریب عورتوں نے اپنے کندھوں پر لے رکھا ہے، کاشتکاری پرانے طرز پر ہوتی ہے، لکڑی کا ہل ہے، بوجھ سر پر اٹھا کر لاتے ہیں، ٹھیلہ گاڑی کا پتہ نہیں، یہاں عموماً ایک ہی بیوی کا رواج ہے، ایک گیلانی نے ایک سوال کے جواب میں کہا وہ کوشش تو بہی کرتی ہے کہ دوسرا نکاح نہ ہو، میکے بھی چلی جاتی ہے لیکن پھر آجاتی ہے یہاں طلاق کی نوبت بہت کم آتی ہے،

یہاں سڑکیں کم ہیں، چنانچہ بعض موسموں میں یہ علاقہ شہر سے کٹ کر علیحدہ ہو جاتا ہے، گاؤں والے طبی امداد سے قطعاً محروم ہیں، —— گیلان میں بٹائی کا طریقہ رائج ہے، آدھا غلہ کسان کو مل جاتا ہے اور کچھ اور رعایتیں بھی حاصل ہو جاتی ہیں، گھر کے ساتھ ایک باغچہ ہوتا ہے، جس میں ضروریات کی چیزیں پیدا ہوتی ہیں، جیسے پھل، ترکاریاں، ٹماٹر، کھیرے، خربوزے اور لہسن پیاز وغیرہ یہاں پہنچکر سیاح لکھتا ہے

زراعتی پستی | ۔۔ ایران کی زراعتی پستی موت کے پنجہ کی طرح پورے ملک پر چھائی ہوئی ہے، اس کے خوش حال گاؤں میں ہل تو بے شک جانور کھینچتے ہیں، باقی تمام کام صرف ہاتھ سے انجام پاتے ہیں، گیلان کا پورا علاقہ چاول کی کاشت کرتا ہے ...... اوسطاً ہر خاندان ڈھائی ایکڑ سے زیادہ کاشت نہیں کرتا، کیونکہ دھان کی فصل بہت محنت چاہتی ہے، اس میں سے کسان کو آدھا چاول ملتا ہے جو تیس چالیس بوشل کے درمیان ہوتا ہے، قرض ادا کرنے اور ضرورت کی چیزیں خریدنے کے بعد اس کے پاس موسم بہار کے ختم ہونے سے پہلے غلہ ختم ہو جاتا ہے اور وہ نیا قرض لینے پر مجبور ہوتا ہے، قرض کا سود دوگنا ہوتا ہے، اس مخصوص گاؤں کے بھی سب کسان مقروض رہتے ہیں، اس گاؤں کے لوگوں کی خوش پوشاکی امریکہ سے آتے ہوئے پرانے اور استعمالی کپڑوں کی بدولت تھی، سیاح کہتا ہے کہ ایک شخص نے کہا "سڑکیں نہ ہونا، قرض اور بخار ایران کی تین لعنتیں ہیں، خود اس گاؤں کے نوّے (۹۰) فی صدی باشندے ملیریا کے شکار تھے، اور ان میں صرف چند ایسے تھے جنہیں کونین نصیب تھی"۔

اتحاد اور پاکیزگی | یہاں کے میلہ کا تذکرہ کرکے سیاح کہتا ہے، کہ عوام کو میں نے بڑا خوش دیکھا اور آپس میں یہ بہت گھلے ملے، یورپ کی طرح یہاں شراب کا نشہ نہیں دیکھنے میں آیا، یہاں شراب کی کوئی دکان بھی نظر نہ آئی، چونکہ یہ مسلمان ہیں شراب حرام سمجھتے ہیں، زیادہ سے زیادہ چائے کا دور چلتا ہے سینما کا کوئی نام بھی نہیں جانتا، پوری زندگی میں ان لوگوں نے ایک مرتبہ سینما دیکھا ہے اور وہ بھی جنگ کے زمانہ میں، جب برٹش قونصل کی طرف سے انتظام ہوا تھا،

زمینداروں کا تسلط | زمیندار بڑی تعیش کی زندگی گذارتے ہیں، عوام کو معمولی سواری بھی میسر نہیں ہے مگر زمیندار موٹر پر دوڑے پھرتے ہیں، ان زمینداروں کے کارندے بڑے ظالم ہوتے ہیں، وہ ان سے پناہ مانگتے ہیں، عوام میں زمینداروں کے خلاف جذبات بہت کافی ہیں، کیونکہ ان کے کارندے سراپا ظلم ہیں حد یہ ہے کہ پانی بند کر دیتے ہیں، سیاح کہتا ہے کہ میرے ایک ساتھی نے کہا

"ہمارے علاقے میں چاول، چائے، تمباکو، اور ریشم کی قیمتی پیداوار ہوتی ہے اور اس کو ہم بڑھا بھی سکتے ہیں آراضی کی استعداد بھی بہت بڑھائی جا سکتی ہے لیکن زمینداروں کو پروا نہیں، اور کسان میں اتنی سکت نہیں، چاول

کی کاشت میں مشینوں سے اسی طرح کام لیا جا سکتا ہے، جیسے امریکہ میں لیتے ہیں، لیکن ہم ایسا نہیں کر سکتے ہم ملیریا کو بھی ناپید کر سکتے ہیں، لیکن نہیں کرتے، حکومت کے پاس پیسہ نہیں اور کسان قلاش ہے اور زمیندار اپنی دولت غیر ملکوں میں عیاشی کی زندگی بسر کرنے میں خرچ کر رہا ہے" ـــــــ حل پوچھنے پر جواب دیکھو بتاتے؛

تبریز اور اس کے حالات آذربائیجان کا مستقر تبریز ہے۔ یہاں کے لوگ شاعری کے شیدا ہیں، ..... یہ لوگ بہت خوددار ہیں، یہ غیر سے بھیک نہیں مانگتے، یہاں لوگ اعلیٰ درجہ کے دستکار ہیں، تبریز کی آبادی ڈھائی لاکھ ہے، سارے شہر میں ایک لائبریری ہے کل ۳۴۸ ٹیلیفون ہیں، ایک روزانہ اخبار ہے جس کی اشاعت ہزار سے بھی کم ہے، دوسرا سہ روزہ ہے اس کی اشاعت اور بھی کم ہے، ایک اور اخبار نکلتا ہے مگر اس کا کوئی وقت نہیں، ماحصل یہ ہے تعلیم کا نظم ناکافی اور برائے نام ہے۔

تبریز میں سب سے حیرت انگیز یہ بات نظر آئی کہ یہاں کی مسلمان عورتیں حد درجہ محتاط اور شریف ہیں رضا شاہ نے اپنے وقت میں پردہ ترک کرا دیا تھا مگر انھوں نے پھر اختیار کر لیا۔ عورتیں باہر سیاہ برقعہ میں آتی ہیں رمضان میں کوئی کھانے کی دکان کھلی نہیں رہ سکتی، مسلم کی ہو یا غیر مسلم کی، مذہبی لوگوں کا یہاں بہت کافی اثر ہے، آذربائیجان کا دوسرا بڑا شہر رضائیہ ہے، اس کی آبادی ۴ لاکھ ہے یہاں کسانوں کی اکثریت ہے اور اچھی بات یہ ہے کہ ان کی اکثریت خود زمین کی مالک ہے، یہ ایران کے لئے غلہ فراہم کرتا ہے، یہاں انگور کشمش اور خوبانیاں بکثرت ہوتی ہیں، ناسپاتیاں خاص کر بہت عمدہ پیدا ہوتی ہیں ترکاریاں بھی ہوتی ہیں اور بکثرت،

مزدور اور کسان کی حالت زار اس علاقے میں فصل پانچ حصوں میں بانٹی جاتی ہے، ایک حصہ زمین کا، دوسرا پانی کا تیسرا بیج کا، چوتھا بیل کا اور پانچواں کسان کا، جس کسان کے پاس اپنا ہل ہے وہ چالیس فی صدی پا لیتا ہے ورنہ بیس فیصدی پر قناعت کرنا پڑتی ہے، بیج بالعموم زمیندار ہی سے لینا پڑتا ہے، کیونکہ اپنا غلہ تو وہ کھا چکتا ہے.... کسان بدستور فاقہ زدہ ہے" زمیندار اور پولیس کے مظالم بے انتہا ہیں وہ غریب کسان سے بغیر کسی قانون کے اپنے لئے دو سو ریال وصول کر لیتے ہیں، ایک ایرانی مصنف کا قول سیاح نقل کرتا ہے کہ اس نے مجھ سے کہا

"ہمارا ملک اس آدمی کی طرح ہے جو سونے کے تخت پر بیٹھا ہو، مگر بھوکا ہو" ———

پھر اس کے قول پر سیاح لکھتا ہے

"بلاشبہ آذربائیجان کی حالت اس قول کی شرح و تفسیر ہے، جدید آلات سے کام لیا جائے تو یہ علاقہ فی الواقعی سونا اگلے، لیکن زمیندار ترقی کرنے کی خاطر روپیہ لگاتے، اور بغاوت ہوجائے تو اس کی دولت گئی! یہ خطرہ ہر وقت زمیندار کے سامنے ہے اس لئے وہ طہران میں بیٹھا چین کر رہا ہے"

سیاح موصوف نے تودہ پارٹی کا تفصیل سے تذکرہ کیا ہے اور بتایا ہے اس نے کیا کیا کارہائے نمایاں انجام دیئے اور کہا ہے کہ اب بھی اس کے اثرات دماغوں میں موجود ہیں مگر وہ اپنی سیاحت کے زمانہ کے متعلق کہتا ہے

"تبریز خاموش تھا، زندہ دلی کے آثار مفقود تھے، اقتصادی بدحالی شدید تھی، دن بھر کی مزدوری چھ تومان (ایک سکہ ہے) تھی حالانکہ گدھے کا کرایہ دن بھر کے لئے سات تومان ہوتا ہے، کاروبار سرد تھا، کیونکہ سرمایہ دار کو ڈر تھا کہ روس صرف اسی میل پر ہے"

عوام کی بے اطمینانی سیاح کہتا ہے عوام میں اطمینان نہیں، "سوویت کے خیالات پھیل رہے ہیں، جن اسباب نے پہلا انقلاب کرایا، ان کی جڑیں زمین کے اندر ہیں، اور وہ اب بھی جیسے کے تیسے موجود ہیں اور حکومت طہران صرف امریکہ کا آسرا تک رہی ہے لیکن امریکہ کی امداد گولے برسا کر آبادیاں تو تباہ و مسمار کرسکتی ہے بھوکوں کا پیٹ نہیں بھر سکتی، ایرانی عوام کے لئے روٹی مہیا کرنا تو طہرانی حکومت ہی کا کام ہے اور وہی کر بھی سکتی ہے"

امسار اور اس کی خوبصورتی شمالی صوبہ مازندران کے شہر "امسار" کی سیاح بڑی تعریف کرتا ہے، یہ شہر رضا شاہ نے اپنی جیب خاص سے روپے خرچ کرکے بنوایا تھا، بہت حسین اور جدید تمدن سے آراستہ ہے، سیاح اس کی جاذبیت سے متاثر ہو کر کہتا ہے "ایران تو کیا غالباً سارے ایشیاء میں (ایسا شہر) میسر نہ ہوگا" ایک دوسری جگہ کہتا ہے کہ یہ شہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ امریکہ کا کوئی شہر اٹھا کر یہاں بسا دیا گیا ہے۔ یہاں کے ہوٹل کی بڑی تعریف کی ہے اور اس کے دلکش حسن کا منظر کھینچا ہے، امسار کے ایک ایرانی سائنسداں کی بات

نقل کرتا ہے کہ اس نے کہا

رضا شاہ سے عقیدت | "ہمارے ملک میں دولت کی کمی نہیں، ہم فرانس سے زیادہ متمول ہیں، ہمارے زرعی وسیلے جرمنی سے زیادہ ہیں، لیکن رضا شاہ کی معزولی کے وقت سے ہم بے حس و حرکت کھڑے ہیں کچھ کر نہیں رہے ہیں"

رضا شاہ اصفہان آیا، اس نے وہاں سرمایہ داروں کو مجبور کیا کہ مل قائم کریں چنانچہ کپڑے کی ملیں قائم ہو گئیں اور ان سے کافی نفع ہو رہا ہے پھر بھی ان ملوں کے لئے ترقی کی گنجائش ہے،

قناعت اور عدم توجہی | سیاح کہتا ہے کہ ایران امریکہ کے آسرے پر جی رہا ہے، حالانکہ خود ایرانی زمیندار عقل سے کام لیں تو ملک بڑی آسانی سے ترقی کر سکتا ہے، امریکہ کے قرض کی نوبت بھی نہ آئے۔

ایران کے ارباب حکومت بھی چوری کرتے ہیں چنانچہ ایک پروفیسر کا بیان ہے

"ہمارے ملک میں لوگ صرف زمینداری اور تجارت ہی سے روپیہ نہیں کماتے بلکہ سیاست کو بھی نفع بخش بنالیتے ہیں" ایک ممتاز وکیل نے اعتراض کیا کہ "وہ دو دو کھاتے رکھ کر انکم ٹیکس کی چوری کرتے ہیں" مگر سیاح یہ بھی کہتا ہے کہ اگر تنخواہ بڑی دی جائے تو یہ چیز ختم ہو سکتی ہے اور اس سلسلہ میں نیشنل بنک کے ملازموں کا حوالہ دیتا ہے جو چالیس ہزار ملازموں کو مشاہرہ دیتا ہے اور دوسری رعایتیں بھی دیتا ہے، بنک کا گورنر ابوالحسن ابتہاج ہے، سیاح نے اس کا یہ قول نقل کیا ہے۔

"اگر اسٹیٹ بنک کے چار ہزار ملازم کامل دیانت اور وفاداری کے ساتھ کام کر سکتے ہیں تو چار لاکھ کو بھی ایسا بنایا جا سکتا ہے بشرطیکہ انھیں خدمت کا معاوضہ اتنا دیا جائے، کہ وہ لالچ کا شکار نہ بن سکیں"

ایران میں چائے بہت پی جاتی ہے، چار ہزار ٹن خود بھی چائے پیدا کرتا ہے، کچھ چائے باہر سے آتی ہے سیاح کہتا ہے "بحر قزوین کے علاقہ میں بیس ہزار ایکڑ زمین ایسی پڑی ہے جہاں چائے کی کاشت کی جا سکتی ہے"

اخیر میں سیاح کہتا ہے

"بہرحال دو باتیں اٹل ہیں۔ اس مشینی عہد کے زمانہ میں ایران کا جمود عرصہ تک قائم نہیں رہ سکتا اور ترقی و خوش حالی کے لئے جو پروگرام بھی بنایا جائے گا، اس کی ابتدا زمین اور کاشت کی اصلاح سے ہوگی"

قاہرہ اور اس کے حالات | ایران کے بعد سیاح مصر پہنچا ہے وہ قاہرہ میں اترتا ہے تو دیکھتا ہے زمانہ جنگ کی ہماہمی

ختم ہے، اور پھر ہلکی سی کاہلی، چیخ و پکار اور عام بے پوشی ہے، گداگروں کی کثرت میں بھی کوئی کمی نہیں، خوانچہ فروشوں کی بہتات ہے اور زمانہ جنگ کی خوش حالی عنقا۔ ہوٹل خالی پڑے ہیں، بازار سامان سے بھرا پڑا ہے مگر کوئی خریدنے والا نہیں، دوکاندار ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے ہیں ——— سامان کی فراوانی سے سیاح متاثر ہے، وہ کہتا ہے

"یورپ کی فاقہ کشی کے بعد قاہرہ میں کھجور اور انجیروں کے انبار، کیلے، امرود کے ڈھیر، آموں کی افراط دیکھ کر حیرت ہوتی ہے۔"

قاہرہ کے متعلق سیاح کا بیان ہے، کہ قاہرہ میں عیش و عشرت کا بڑا سامان ہے، اتنا سامان کہ زیوریچ اور جنیوا میں بھی جہاں ڈالر کی بے حد ارزانی تھی، میسر نہیں، "شبینہ کلب، رقص گاہیں، مے خانے اور سینما نہایت خندہ پیشانی سے سیاحوں کا خیر مقدم کرنے کو ہمہ وقت تیار تھے، ہر قسم کی عیاشی دسترس کے اندر تھی اور اس کے مہیا کرنے والے موٹر پر سیاحوں کا پیچھا کرنے کو موجود تھے۔

سیاح کہتا ہے یہ عجیب شہر ہے ایک طرف شدید بے روزگاری، دوسری طرف ہر طرح کے سامان کی افراط، ایک طرف قدیم اہرام اور عالی شان مسجدیں اور دوسری طرف نئے ڈیزائن اور جدید وضع کی دلکش کوٹھیاں، اور پھر تیسری طرف جھونپڑیوں کا جھرمٹ، ایک طرف شاندار موٹریں اور دوسری طرف اونٹوں اور گدھوں کے قافلے،

افلاس اور تباہی یہاں افلاس انتہا کو پہنچا ہوا ہے گو اس افلاس نے ان کے اخلاق و عادات کو پست نہیں کیا ہے، عورتیں بے نقاب بھی ہیں اور نقاب پوش بھی، یہاں لوگ بآسانی کئی زبانیں بول لیتے ہیں، کچھ لوگ سنجیدہ بھی ہیں مگر عموماً یہاں بلند آواز سے بولتے ہیں، سیاح کہتا ہے

"اسکندریہ کے شپرڈ ہوٹل سے پانچ منٹ چلئے تو آپ کو دنیا کی حقیر ترین بستیاں اور جھونپڑیاں دکھلائی دیں گی جہاں کی گندگی اور بو دماغ پریشان کردے گی، جہاں بچوں کی اکثریت آنکھوں کی بیماری میں مبتلا نظر آئے گی، گداگر فٹ پاتھ پر لاشوں کی طرح بے حس و حرکت پڑے نظر آئیں گے، مصر کی اوسط اموات ساری دنیا سے زیادہ ہے، ایک سال کے ہر چار بچوں میں سے ایک مر جاتا ہے۔"

قاہرہ کی بنیاد کے متعلق کہا جاتا ہے کہ ۳۲۵ء قبل مسیح میں پڑی تھی ۱۹۱۰ء میں اس کی آبادی چھ لاکھ سے کچھ زیادہ تھی مگر اب اس کی آبادی تقریباً بیس لاکھ ہے، اس شہر میں بے شمار شاندار مسجدیں ہیں اور ایک ہزار سالہ قدیم یونیورسٹی ہے جس کا نام "ازھر" ہے یہاں سترہ ہزار طلباء تعلیم پاتے ہیں، ان میں سے چھ ہزار دوسرے ملکوں کے ہیں، بقول ایک مصری عالم "قاہرہ اسلامی دنیا کا دھڑکتا ہوا دل ہے"۔

اخوت اسلام | قاہرہ میں ایک جماعت "اخوت اسلام" کے نام سے قایم ہے جو ہر نئی تحریک کی مخالف ہے اگریکلچر کالج کے طلبہ و طالبات اور پروفیسروں نے مل کر ایک "محفل رقص و سرود قایم کر رکھی ہے، جہاں بادۂ ارغواں کے دور بے تکلف چلتے ہیں، اخوت اسلام والے اس کی مخالفت کرتے ہیں، اخوت اسلام والے اسلام کا مذاق اڑانے والوں کے خلاف احتجاج کرتے رہتے ہیں —— سیاح اپنا ایک واقعہ لکھتا ہے

ایک عبرتناک واقعہ | "قاہرہ یونیورسٹی کے ایک طالب العلم نے ایک شام بدیعہ میں مدعو کیا، بدیعہ ایک نہایت فیشن ایبل اور مشہور رسیٹورانٹ ہے، جہاں الازھر اور اخوت کی طاقت واثر کے باوجود نوجوان لڑکیاں ناچتی گاتی ہیں، اس مجلس میں شریک ہونے سے پہلے، میں تصور میں نہ لا سکتا تھا کہ مسلم تماشائی ایسے منظر کو گوارا کر سکتے ہیں، خاص کر جس شہر میں جامعہ ازھر قایم ہو —— میں نے اپنے میزبان دوست سے سوال کیا کہ مسلمانوں کے اتنے بڑے مجمع میں اسلامی تعلیم کی یہ پامالی کیوں کر ممکن ہے —— تو اس نے کہا "یہ قاہرہ ہے"

سیاح مصر کی تضادِ طبیعت کا حوالہ دیتے ہوئے کہتا ہے "کہ ایک طرف مصر جو ڈالر کا بھوکا ہے یہ بھی چاہتا ہے کہ زیادہ سے زیادہ غیر ملکی سیاح یہاں آئیں---- مگر دوسری طرف . . . . غیر ملکیوں کے خلاف مظاہرے بھی کراتا رہتا ہے"۔

رشوت وغیرہ | سیاح مصر میں رشوت ستانی کی شکایت کرتا ہے اور کہتا ہے کہ "رشوت کا یہ عالم ہے کہ جو غیر ملکی مصر میں کاروبار کرتے ہیں وہ اپنا کام کسی دوسرے ملک میں منتقل کرنے کی فکر میں ہیں" قاہرہ کے متعلق کہتا ہے کہ جو یہ کرتا ہے وہی پورا مصر ملکہ عرب دنیا کا اکثر حصہ کرنے لگتا ہے۔ مصر میں کسانوں کی حالت نہایت خراب ہے، مگر کوئی پروا نہیں،۔ (باقی آئندہ)